© rasailojaraid.com

مثال ہے۔ اس دانشور طبقے کے نزدیک سُنّت ایک مثالی (IDEAL) شئے ہے جیسے افلاطون کی یوٹوپیا' کی طرح مجرد صورت (ABSTRACT FORM) میں ذہن کی زینت بننا چاہیے لیکن ہمیں اختیار ہے کہ ہم حالات زمانہ اور ماحول (ENVIRONMENT) اور مصالح وقتیہ کے لحاظ سے اس کی شکل متعیّن کریں اور جس سانچے میں مناسب سمجھیں اُسے ڈھال لیں (العیاذ باللہ) "نمونۂ عمل" ان صاحبان کے نزدیک کوئی "اہمیت نہیں رکھتا" اور "اس کا اطلاق اَبدی بھی نہیں ہے" کا مطلب یہ ہوا کہ کسی عمل کو ثابت "بالسّنۃ" کہنے کے لئے ان کے نزدیک یہ ضروری نہیں کہ وہ نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول بھی ہو۔ اسی طرح کسی عمل کو بدعت ثابت کرنے کے لئے ان صاحبان کے نزدیک موجود بدعت ہے اس کے ثبوت کے لئے کسی حدیث پیش کرنے کا مطالبہ کرنا بھی نا روا ہوگا۔ بس معیاری اُسوۂ حسنہ سے اسے مربوط ثابت کر دینا کافی ہے اور وہ "معیاری اسوۂ حسنہ" وہ ہے جو اس قسم کے دانشور حضرات اپنے اجتہاد سے مقرر کریں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ہ کیا یہ اتباعِ شریعتِ مقدسہ کی بجائے اسے اپنے تابع بنانے کی کوشش نہیں ہے؟ مذاکرے میں اور کئی باتیں ایسی کہی گئی ہیں جو اسلامی طرزِ فکر اور سُنّی ذہن سے کوئی مناسبت نہیں رکھتیں اور قوم کو غلط راہ پر لگانے والی ہیں لیکن ان سب پر نقد و تبصرہ باعثِ طوالت ہے۔

مندرجہ بالا تبصرہ اس افسوسناک واقعہ کی نشاندہی کرنے کے لئے کافی ہے کہ ہماری قوم کا ایک طبقہ جو اسلام اور شریعتِ اسلامیہ پر "شبلی ذہن" یا "سیکولر ذہن" سے غور کرتا ہے، شریعت کا نام لے کر شریعت اور اس کے نفاذ سے گلوخلاصی اور اسکی تحریف کی کوشش میں مصروف ہے۔ اور یہ بلاشبہ ایک سنگین قومی المیہ ہے۔

نئی مطبوعات

مرزائیت کے قلعہ کو مسمار کرنے کیلئے عظیم ہتھیار

- عقیدۂ ختم نبوت علم و عقل کی روشنی میں -/18 روپے
  مولانا محمد اسحٰق صدیقی
- اسلام اور مرزائیت مولانا محمد عبد اللہ -/12 روپے
- قادیانیوں کے دجل و فریب کے شکار مسلمانوں کو دعوتِ حق -/25 روپے
  مولانا محمد عبد اللہ

ان کا مطالعہ تحریک ختم نبوت کے ہر کارکن کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولانا محمد عبدالحق چوہان
گلشن معاویہ - رحیم یار خان

قسطِ اوّل

تلخ و شیریں

کئی دنوں سے ملکی اخبارات میں صحابۂ کرام کے خلاف عموماً اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف خصوصاً تاریخ کی مکذوبہ اور جعلی روایات کے اعتماد پر عدم اعتماد کا زہر آلود مواد شائع ہو رہا ہے۔ پچھلے دنوں روزنامہ جنگ لاہور کے ایک خصوصی ایڈیشن میں "ضیاء رشاہد" کا ایک مضمون بعنوان "وطنِ عزیز میں اقتدار کیلئے "میوزیکل چیئرز" کا یہ نظام کب ختم ہوگا" شائع ہوا ہے۔ اس میں ضیاء رشاہد اربابِ اقتدار کے ایک خاص مذموم سیاسی طرزِ عمل کی تصویر کشی کرنے کے بعد رقم طراز ہیں:

"پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو لگتا ہے کہ اسلامی تاریخ میں یہ سیاست امیر معاویہ سے شروع ہوئی تھی"۔ روزنامہ جنگ لاہور۔ ۱۵ جون ۱۹۸۸ء

اور اس وقت روزنامہ نوائے وقت بدھ مورخہ ۱۰ محرم ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۴ اگست ۱۹۸۸ء ہمارے پیشِ نظر ہے۔ اس میں محبّ سبائیت مودودی کا ایک مضمون بعنوان "امتِ مسلمہ کے لئے دو بہترین نمونے علیؓ اور حسینؓ" شریکِ اشاعت ہے۔ اس مضمون کی طرزِ تحریر سے ایسا ہی محسوس ہوتا ہے کہ کسی امام باڑہ یا روافض کی کسی خاص مجلس میں مودودی نے یہ تقریر کی ہے۔ اس مختصر مضمون میں انہی نظریات اور خیالات کا اظہار کیا گیا ہے جو کہ مذموم زمانہ کتاب "خلافت و ملوکیت" میں مندرج ہیں جنگِ جمل کے تذکرہ میں کہا گیا ہے کہ "خود حضرت عائشہؓ نے تسلیم کیا کہ حق حضرت علیؓ کے ساتھ تھا چنانچہ جنگِ جمل کو یاد کر کے وہ رو پڑتی تھیں"۔ فتح و شکست کا فیصلہ وہاں کیا جاتا ہے جہاں جنگ واقع ہو۔ یہ تو ایک حادثاتی واقعہ ہے جو کہ حزبِ سبائیت کی زیرِ زمین سازش کے تحت واقع ہوا تھا۔ کیونکہ فریقین کے درمیان صلح کی بات مکمل ہو چکی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں واضح طور پر اعلان کیا کہ

الا انی راحل غدا فارتحلوا	میں صبح کو کوچ کرنے والا ہوں تم بھی
ولا یرتحلن احد اعان	میرے ساتھ چلو لیکن ایسا کوئی
علی عثمان بشیئ	آدمی ہمارے ساتھ نہ چلے جس نے کسی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طرح بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف حملہ کیا ہو۔ (اتمام الوفاء صـ۲۲۱)

سبائیوں نے جب یہ حالت دیکھی تو سخت مایوس ہو گئے اور ان کو معلوم ہو گیا کہ مسلمانوں کا آپس میں یہ اتفاق ہماری موت پر منتج ہوگا اس لئے ان ائمہ ضلال نے مجلس مشاورت طلب کی اور اس رائے پر انہوں نے اتفاق کیا کہ مسلمان جب آپس میں جمع ہوں تو ان کے درمیان جنگ و جدال کی ایک ایسی آگ بھڑکا دو کہ ان کو سوچنے کا موقع بھی نہ ملے۔

فلما سمع السبائیة (اصحاب ابن سبا) مقالة علیؓ سقط فی ایدیھم وراؤا ان ھذا الصلح انما یعود علیھم لانه ان تم کان علی قتلھم وتشاوروا فیما یفعلون لمنع ھذا الصلح فقال لھم رئیسھم الضال والدخیل فی الاسلام یا قوم ان عزکم فی خلطة الناس فاذا التقی الناس غداً فانشبوا القتال ولا تفرغوا ھم النظر (اتمام الوفاء صـ۲۲۱، صـ۲۲۲)

سبائیوں نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ سنا تو ان کے ہاتھوں سے طوطے اڑ گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ یہ صلح ان کے لئے نقصان دہ ثابت ہوگی اس لئے کہ اگر یہ صلح مکمل ہو گئی تو ان کی موت پر ہی ہوگی۔ انہوں نے مشورہ کیا کہ اس صلح کو کس طرح روکا جائے۔ ان کے منافق اور گمراہ امام نے کہا کہ اے قوم! تمہارا بچاؤ اس بات میں ہے کہ لوگوں کے اندر گھس جاؤ اور کل جس وقت یہ لوگ آپس میں ملیں تو ان کے درمیان جنگ و جدال کی آگ بھڑکا دو اور ان کو سوچنے کی مہلت ہی نہ دو۔

چنانچہ انہوں نے اپنے اس منصوبے کے تحت طلوع فجر سے قبل ہی اصحاب جمل پر حملہ کر دیا۔ سیدہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کے ساتھ جو لوگ تھے انہوں نے یہ سمجھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر نے غداری کی ہے۔ اس غلط فہمی سے یہ تصادم ظہور پذیر ہوا اور اس وقت حقیقت حال کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکی۔

ولا یشعر احد منھم بما وقع الامر علیه فی نفس الامر

اور حقیقت واقعہ کا کسی کو بھی علم نہ ہو سکا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور یہ سازش اس طرح منصوبہ بندی کے تحت عمل کی گئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھی ایک آدمی متعین کر دیا گیا جب آپ نے اس تصادم کے متعلق دریافت کیا تو اس سبائی نے یہ جواب دیا کہ فریق ثانی نے شب خون مارا ہے

وسئل علی عن الخبر و کان السبئیۃ قد وضعوا عندہ رجلا یخبرہ اذا سئل فقال لہ ما شعرنا الا و قوم منہم بیتونا. (اتمام الوفاء ص ۲۲۳)	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حقیقت کے متعلق دریافت کیا اور سبائیوں نے آپ کے پاس اپنا ایک آدمی متعین کیا ہوا تھا کہ جب آپ اس واقعہ کے متعلق دریافت کریں تو آپ کو جواب دے. چنانچہ اسی سازش کے تحت اس سبائی نے جواب دیا کہ بے خبری میں فریق ثانی نے شب خون مارا ہے۔

یہ ہے جنگِ جمل کی حقیقت۔ باقی رہی یہ بات کہ حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا جنگِ جمل کو یاد کر کے رو پڑتی تھیں۔ بالکل درست ۔ مسلمانوں کی آپس میں آویزش پر کون خوش ہوتا ہے ۔کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اس جنگ پر خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے تھے؟ اگر حق و باطل کا معیار اظہارِ افسوس ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس سے بھی زیادہ افسوس کا اظہار کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے متعلق روایت ہے کہ

قال علی یوم الجمل وددت انی کنت من قبل ہذا لعشرین سنۃ (ازالۃ الخفا ص ۲۸۳ ج ۲)	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگِ جمل کے دن فرمایا کہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں اس واقعہ سے بیس سال پہلے ہی دنیا سے رخصت ہو جاتا۔

اخذ قصاص کے حسب مطالبہ کے باعث جنگِ جمل کا حادثہ پیش آیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اصحاب جمل کے مؤقف کو تسلیم کرتے تھے۔ ابو سلامہ الدالانی نے آپ سے دریافت کیا تھا۔

اتری لہؤلاء القوم حجۃ فیما طلبوا من ہذا الدم ان کانوا ارادوا اللہ عزوجل	کیا (ان اصحابِ جمل) کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اخذ قصاص کے مطالبہ پر حجت حاصل ہے اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی

© rasailojaraid.com